



JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, October –December 2021

OPEN ACCESS

JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

جاوید احمد غامدی کے افکار کا تنقیدی جائزہ A Critical Review Of Thoughts of Javed Ahmad Ghamdi

Shagufta Begum*

PhD. Scholar, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.

Shago_85@yahoo.com

Dr. Khadija Aziz**

Assistant Professor, Incharge Department Of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.

khadija.aziz@sbbwu.edu.pk

Abstract

Islam has established ease and comfort in every aspect of life. Therefore, ease and comfort have played a pivotal role in economic and social spheres beside individual and collective lives of people. The divine order of ease and facilitation has influenced every aspect of human life. It will not be wrong to say that relaxation occupies the position of a backbone in Islam. The holy religion of Islam has created flexibility in rigid divine rules and in some cases, it has created excessive flexibility. Islam has established the principle of moderation in all walks of life.

Javed Ahmed Ghamidi is deemed as a great intellectual, researcher and scholar of religion and Urdu particularly in Pakistan. Majority of his views are contradictory and therefore aren't consistent with the contemporary religious ideologies. The traditional religious scholars of Islam criticize him for his views. Javed Ahmed Ghamidi draws his views from the classical Arabic words of holy Quran. He therefore attempts to elucidate the very words on contemporary lines. Based on this proposition, he justifies and explicates some of the verses of holy Quran in a manner which is different from the prevailed contemporary religious thoughts. For instance, the testimony of woman, the clash of man and woman, law of inheritance, repudiation of rajam punishment, declaration of no capital punishment for heretic, etc.

Keywords: *economic and social, influenced, flexibility, religious ideologies, Javed Ahmed Ghamidi.*



جاوید احمد غامدی 18 اپریل 1951ء کو پاک پٹن (پنجاب) کے قصبہ جیون شاہ کے ایک نواحی بستی داود میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد طفیل جنیدی اور دادا کا نام نور الہی تھا۔ نور الہی اپنے علاقے میں ایک مصلح کے حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ گاؤں کے لوگ اپنے معاملات اور جھگڑوں کے فیصلوں کے لئے آپ کے پاس آتے تھے اور جو فیصلہ آپ کرتے اس کو لوگ بے چوں وچرامان لیتے تھے اور مسئلہ ختم ہو جاتا۔ والد محمد طفیل جنیدی تصوف، سلوک، ارشاد و رباعیت میں یقین رکھتے تھے۔ والد محمد طفیل اپنے علاقے کے بزرگ شیخ "دیوان دوست محمد مست عمر" کے مرید تھے۔ اس نے جاوید احمد غامدی کو اپنے نظریات پر چلنے کی تلقین بھی کی کہ وہ ان کے شیخ سے بیعت کر لیں۔ لیکن جاوید غامدی نے ایسا کرنے سے انکار کیا اس وجہ سے اگرچہ دونوں ساری زندگی ساتھ رہے لیکن دونوں کے دینی نظریات میں پوری زندگی اختلاف ہی رہا۔

والد کی خواہش تھی کہ اولاد نرینہ ہوئی تو اس کو عربی، فارسی اور سنسکرت کی تعلیم دوں گا۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے گاؤں کی ایک چھوٹی سی مسجد جس کے امام اور خطیب مولوی نور احمد جن کا تعلق دیوبند مسلک سے تھا ان سے والد صاحب کی بات ہوئی عربی اور فارسی پڑھانے کی۔ سکول سے آنے کے بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد عصر سے مغرب تک مسجد میں مولوی صاحب سے فارسی اور عربی سیکھتے تھے۔ تیسری جماعت سے پانچویں جماعت تک مولوی صاحب نے "شرح جامی" تک عربی اور "پندنامہ" شیخ عطار تک فارسی پڑھی۔ نویں جماعت تک فنون لطیفہ کی تمام کتابیں پڑھنے کے بعد دسویں جماعت میں عربی سے تعلق ختم ہو کر فلسفہ، تصوف، ادب اور تاریخ کی کتابیں پڑھنے سے دلچسپی لینا شروع کیا، 1966ء میں دسویں پاس کر لی۔ 1967ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ انگریزی ادب اور فلسفہ اختیاری مضامین لئے۔ بی۔ اے کے ساتھ آنرز کے لئے بھی انگریزی ادب ہی کا انتخاب کیا لیکن 1972ء بی۔ اے پارٹ ون کے بعد تعلیم کا سلسلہ بند ہو گیا۔¹

غامدی نظریات کا تنقیدی پس منظر:

مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور کہتے ہیں کہ "استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے اور شاگرد اپنے استادوں سے پہچانا جاتا ہے" انہوں نے جاوید احمد غامدی کے استاد امین احسن اصلاحی اور اس کے استاد حمید الدین فراہی کی سوانح لکھ کر جاوید احمد غامدی کے نظریات کا پس منظر پیش کیا ہے کہ یہ عقائد و نظریات کہاں سے اٹھ کر ہمارے معاشرے میں پھیل رہے ہیں۔

حمید الدین فراہی:

"ہندوستان پر 1900ء میں برطانوی سامراج کی دوسری صدی چل رہی تھی۔ لارڈ کرزن جو ہندوستان وائسرائے تھا بہت شاطر دماغ اور ذہین تھا علمائے حق کی قربانیوں کی وجہ سے انگریزوں کو محسوس ہونے لگا کہ برصغیر کی زمین پاؤں سے نکلتی جا رہی ہے انگریز سرکار نے لارڈ کرزن کو یہ ذمہ داری دی کہ خلیج عرب کے ساحلی علاقوں میں جا کر اپنے مقصد کے لوگوں کی فہرست تیار کر لے۔ ان علاقوں سے مراد کویت، بحرین،

محدہ عرب امارات، قطر اور عمان تھا۔ برطانوی وزیراعظم اور امریکی صدر نے عرب کی ریاستوں کو اپنے عرب سردار دوستوں میں تقسیم کر لیا تھا مگر اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہاں جاکر کام کرنا تھا۔ اس وجہ سے لارڈ کرزن اس مقصد کے اصول کے لیے خلیج عرب کے خفیہ دورے پر نکل گیا ان کو ایک عربی ترجمان کی ضرورت تھی اور ان دونوں عربی دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ کے شعبہ عربی میں تھی لارڈ کرزن نے علی گڑھ ادارہ کا انتخاب کیا۔ اس دورے میں وائسرائے کے مقاصد ان کے دورے کو خفیہ رکھنا تھا اور ایک ایسے نوجوان کی ضرورت تھی جو عقل کا کوا اور ضمیر کا مارا ہوا ہو۔ سر پرستان علی گڑھ نے ان کو ایک نوجوان فاضل دے دیا اور سرکار سے وفاداری کی یقین دہانی کرائی۔ یہ عربی دان جو عجمی تھا اور مسلمان ہو کر بھی وائسرائے کے اس مشن میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ وہ نوجوان حمید الدین فراہی جو شبلی نعمانی کے کزن تھے۔ کیونکہ آپ علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ تھے اور MAO کالج میں عربی پڑھا رہے تھے آپ کی سفارش ایک یہودی النسل جرمن پروفیسر "جوزف ہورز" نے کی تھی آپ نے ان سے عربی اور عبرانی سیکھی تھی۔ آپ کی صلاحیت اور اچھی کارکردگی کی بدولت لارڈ کرزن بہت خوش تھے اور اس کی وجہ سے آپ کو حیدر آباد میں سب سے بڑے سرکاری مدرسہ میں اعلیٰ عہدے پر رکھ لیا۔ اور وہاں سے ہی آپ نے اپنے آپ کو قرآن مجید کی خدمت کے لیے وقف کیا ایک خاص انداز سے۔ آپ نے باقی مفسرین سے ہٹ کر ایک نئی راہ اختیار کی اور قرآن کی محض لغت کی مدد سے سمجھنے کا منصوبہ شروع کیا۔ یہ مفسرین اپنی ضرورت کے پیش نظر قرآن مجید کی آیات کو وہ معنی دینا چاہتے تھے جو ان کے مقصد کو پورا کریں۔ بے شک قرآن کی دوسری آیات، احادیث اور مفسرین صحابہ و تابعین کے اقوال کے خلاف ہو۔ یہ لوگ انکار حدیث ہیں اور اس عیب کو چھپانے کے لیے یہ قرآن سے شغف کا اظہار بڑھ چڑھ کر بیان کرتے ہیں فراہی نے جب تفسیر "نظام القرآن" لکھی تو اس کو بہت مقبولیت ملی۔ فراہی کی بعض غیر مطبوعہ تحریریں تھی جن کو دارالمصنفین نے طباعت سے انکار کیا تھا کہ اس سے بہت بڑا فتنہ پھیلنے کا خطرہ ہے۔ 1930ء میں بہت سارے شکوک و شبہات، چند کتابیں اور چند شاگرد اپنے پیچھے چوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔⁽²⁾

امین احسن اصلاحی:

فراہی نے "سراے نورنگ" اعظم گڑھ میں ایک مدرسہ "مدرستہ الاصلاحی" قائم کیا تھا۔ 1922ء میں ایک نوجوان (امین احسن اصلاحی) جو اساتذہ کا بہت چہیتا اور منظور نظر تھا۔ فراہی کی دعوت پر ان کے ساتھ قرآن کریم کا مطالعہ کرنے لگا اور آگے چل کر فراہی کا خاص الخاص اور ممتاز شاگرد بنا جو فراہی افکار و نظریات کے اشاعت کا ایک بہت بڑا ذریعہ بنا۔ اور فراہی کی یاد میں "دائرہ حمید یہ" اور رسالہ "اصلاحی" جاری کیا۔ منکرین اجماع امت اور منکرین حدیث تھے مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ لیکن مودودی صاحب سے اختلاف کی وجہ سے 1958ء کو جماعت سے علیحدہ ہو کر وہی کام شروع کیا جو امین احسن کے استاد فراہی نے آخری عمر میں کیا تھا۔ آپ نے حلقہ تدبیر قرآن قائم کر کے کالج کے طلبہ کو قرآن و عربی پڑھانا شروع کیا اور ساتھ ہی "تدبیر قرآن" پر کام شروع کیا۔ امین احسن اصلاحی ہفتہ وار درس دیتے تھے مگر تجدد پسندی، لغت پرستی اور انکار حدیث نے انہیں

کہیں کا نہیں چھوڑا۔ اور 1999ء میں رخصت ہو کر اپنے پیچھے جاوید احمد غامدی اور خالد مسعود جیسے شاگرد چھوڑ دیئے۔⁽³⁾

جاوید احمد غامدی:

قیام پاکستان کے ابتدائی دور میں پاکستان کے گاؤں میں ایک پیر پرست اور مزار گرویدہ قسم کا شخص جو مزاروں والا خصوصی لباس، گلے میں مالائیں ڈالنا، ہاتھ میں کئی انگوٹھیاں پہننا اور لمبی لمبی زلفیں ان کی پہچان تھی 18 اپریل 1951ء میں ان کے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی نام اس کا محمد شفیق تھا لیکن والد کے مزاج مخصوص کی وجہ سے عرف "کاکوشاہ" پڑ گیا۔ خاندان کی وجہ سے پورا نام "کاکوشاہ ککے زئی" پڑ گیا۔ کاکوشاہ ککے زئی جب لاہور آیا تو اپنا نام جاوید احمد رکھ دیا۔ جناب رفیق چوہدری جو جاوید احمد کے قریبی دوست تھے اس واقعے کے عینی گواہ ہے۔ بی اے انرز کے بعد 1972ء کو جاوید احمد نے معاشرہ میں اعلیٰ مقام بنانے کے لیے تگ و دو شروع کی اور اپنی طلاق لسانی کے بل بوتے پر پنجاب کے ایڈمنسٹریٹر اوقاف جناب مختار گوندل کو متاثر کر کے 29/جے ماڈل ٹاؤن لاہور میں "دارالفکر" کے نام سے اوقاف کے خرچے پر ایک تربیتی اور تحقیقی ادارہ کھولا اور مودودی مرحوم کے سایہ عاطفت کے بدولت جماعت اسلامی میں پزیرائی ملی۔ مودودی نے جاوید احمد کو "دارالعروبہ" کی خالی کوٹھی مفت دی تھی جہاں جاوید احمد کو جماعت اسلامی کے متاثرین میں پھیلنے پھولنے کا خوب موقع ملا ان کو ایک ہزار ماہوار تعاون کا وعدہ بھی کیا گیا تھا اس وقت جاوید احمد ابھی گرامر کے طالب علم تھے۔ اور ہر وقت معتزلہ کے امام "زمخشری" کی علم و تجوید کتاب "المفصل" ان کی بغل میں ہوتی تھی اور تفسیر "الکشاف" سے استفادہ کرنے کا انہیں خصوصی شوق دامن گیر رہتا۔ جو ان کے بس کی چیز نہ تھی۔ اور آج تک نہیں ہے آخر کار جب جاوید احمد کو جماعت اسلامی سے 1957ء میں الگ ہونے والے امین احسن اصلاحی سے روابط کا شوق مولانا کے قریب اور جماعت اسلامی سے مزید دور لے جانے کا باعث بنا تو آہستہ آہستہ وہ جاوید احمد سے جاوید احمد غامدی ہو گئے۔ 2001ء سے قبل جاوید احمد کی تحریک پروان چڑھ رہی تھی لیکن اسے کسی لارڈ کرزن کی سر پرستی دستیاب نہ تھی۔ یہ کمی 2001ء میں پوری ہو گئی اور ان کے سر پر عصر حاضر کے لارڈ کرزن کا دست شفقت کچھ ایسا جم کر ٹکا کہ وہ شخص جو عربی کی دوسطریں سیدھی نہیں لکھ سکتا جو انگریزی کی چار نظموں اور چار مصرعوں کی پونجی میں آدھے سے زیادہ مصرعے چوری کر کے ٹانکتا ہے۔ جس کی اکثر اردو تحریریں فرقہ بازی کا نتیجہ ہیں وہ آج کل ملک کا مشہور و معروف اسکالر ہے اور اس کا فرمایا ہوا مستند سمجھا جاتا ہے۔ "ککے زئی سے غامدی تک" کے سفر کی رواداد عبرت ناک بھی اور المناک بھی ہے۔ سچ ہے استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے اور شاگرد اپنے استاد کی پہچان کا ذریعہ ہو گئے۔ "فراہی سنے اصلاحی اور اصلاحی سے غامدی تک" استاذی شاگردی کا سلسلہ اس مقولے کی صداقت کے لیے کافی سے زیادہ شافی اور درکار ضرورت سے زیادہ پکی اور سچی گواہی ہے۔⁽⁴⁾

- پروفیسر مولانا محمد رفیق نے اپنی کتاب میں غامدی مکتبہ فکر کے چند نظریات و عقائد کا ذکر کیا ہے جو درجہ ذیل ہیں۔
- 1- مردوں کی امامت عورت کر سکتی ہے۔ (ماہنامہ اشراق، مئی 2005ء، ص 35-46)
 - 2- عورت کی نکاح پڑھانے کے بارے میں کہتے ہیں کہ عورت نکاح خواں بن سکتی ہے۔ www.ghamidi.org
 - 3- باجماعت یا انفرادی نماز مرد و عورتیں برابر کھڑی ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس سے دونوں کی نماز میں کوئی نقص نہیں آتا۔ (www.urdu.understanding.islam.org)
 - 4- عورت بغیر چادر اوڑھنی یا بغیر دوپٹہ یا اوڑھنی سر پر لیے اجنبی مردوں کے سامنے جاسکتی ہے۔ (مقامات، جاوید احمد غامدی، ص 165)
 - 5- موسیقی اور گانا بجانا جائز ہے۔ (اسلام اور موسیقی، ماہنامہ اشراق، شمارہ مارچ 2004ء، ص 19-3)
 - 6- جاندار چیزوں کے تصاویر بنانے میں کوئی قباحت نہیں ہے تصاویر بنانا جائز ہے۔ (تصویر کا مسئلہ، محمد رفیق مفتی، ص 30)
 - 7- داڑھی رکھنا مردوں کے لیے دین کی رو سے ضروری نہیں ہے۔ (مقامات جاوید احمد غامدی، ص 154)
 - 8- ہندو مذہب والے مشرک نہیں ہیں۔ کیا ہندو مشرک ہیں؟ (www.urdu.understanding.islam.org)
 - 9- ہم جنس پرستی اس لیے جائز ہے کہ یہ ایک فطری چیز ہے۔ (رینی ساں اگست 2005ء)
 - 10- سود کے پیسے لیکر گھر بنانا جائز ہے اگر بغیر سود کے قرضہ نہ ملتا ہو۔ (ماہنامہ اشراق، جنوری 1996ء، ص 60)
 - 11- امام مہدی قیامت کے قریب نہیں آئے گے۔ (اشراق، جولائی اگست 2003ء، مئی جون 2004ء)
 - 12- مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا حق نہیں بلکہ یہودیوں کا حق ہے۔ (برہان، ص 188، ط جون 2006ء)
 - 13- مسلمانوں کے جتنے بھی صوفیاء ہیں وہ غیر مسلم ہیں۔ (برہان، ص 147، ط جون 2006ء)
 - 14- دین شریعت کا نافذ کرنے اور اقامت دین کو قائم کرنے کا کوئی شرعی حکم موجود نہیں ہے۔ (برہان، ط جون 2006) (5)
- حافظ صلاح الدین ایوبی غامدی عقائد و نظریات میں درج ذیل نظریات بیان کرتے ہیں کہ
- 1- قرآن سے اضافی کوئی شرعی حکم ماننا ضروری نہیں
 - 2- فلاں مسئلہ چونکہ قرآن مجید میں بہ صراحت مذکور نہیں ہے اس لیے اس کو ایمانیات میں شامل کرنا صحیح نہیں ہے۔
 - 3- حدیث نبوی کی بناء پر کوئی عقیدہ و عمل ثابت نہیں ہوتا۔
 - 4- پیغمبر اگر قرآن کی تشریح میں اس سے زائد حکم بتاتا ہے تو وہ واجب التسلیم نہیں ہے۔

- 5- پیغمبر بھی قرآن کے کسی حکم پر اضافہ نہیں کر سکتا اور پیغمبر کی تفسیر و تشریح شرعی حجت نہیں ہے۔
- 6- عقل کے خلاف کوئی حدیث نظر آئے تو وہ ناقابل قبول ہے۔
- 7- اگر کوئی حدیث قرآن کے خلاف ہے تو وہ بھی ناقابل قبول ہے۔
- 8- قرآن مجید کی صرف ایک ہی قرأت درست ہے باقی سب قرأتیں عجم کا فتنہ ہے۔
- 9- سنت صرف افعال کا نام ہے اور اس کی ابتدا حضرت محمد ﷺ سے نہیں ہوئی۔ بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ یہ سنت قرآن سے بھی مقدم ہے۔
- 10- سنت صرف ستائس (27) اعمال کا نام ہے ثبوت کے اعتبار سے سنت اور قرآن میں کوئی فرق نہیں ان دونوں کا ثبوت اجماع اور عملی تواتر سے ہوتا ہے۔
- 11- حدیث سے کوئی اسلامی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا۔
- 12- دین کے مصادر و مآخذ قرآن کے علاوہ دین فطرت کے حقائق، سنت ابراہیمی اور قدیم صحائف ہیں۔
- 13- نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔
- 14- زکوٰۃ کا نصاب منصوص اور مقرر نہیں ہے۔
- 15- اسلام میں موت کی سزا صرف دو جرائم (قتل نفس اور فساد فی الارض) پر دی جاسکتی ہے۔
- 16- دیت کا قانون وقتی اور عارضی تھا۔
- 17- قتل خطا میں دیت کی مقدار منصوص نہیں ہے اور یہ ہر زمانے میں تبدیل کی جاسکتی ہے۔
- 18- عورت اور مرد کی دیت برابر ہوگی۔
- 19- عورت کی گواہی بھی مرد کی گواہی کے برابر ہے۔
- 20- کسی مرتد کے لیے قتل کی سزا نہیں ہے۔
- 21- شادی شدہ اور کنوارے زانی دونوں کے لیے ایک ہی حد سو کوڑے ہے۔
- 22- اسلام میں رجم نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔
- 23- حدزنا کے اثبات کے لیے چار عینی گواہ ضروری نہیں قرآن سے بھی حد کا اثبات جائز ہے۔
- 24- غیر مسلم کی گواہی بھی جائز ہے۔ گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔
- 25- شراب نوشی پر کوئی شرعی سزا مقرر نہیں ہے۔
- 26- غیر مسلم بھی مسلمانوں کے وارث ہوسکتے ہیں۔
- 27- سور کی کھال اور چربی وغیرہ کی تجارت اور ان کا استعمال شریعت میں ممنوع نہیں ہے۔
- 28- حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں لہذا ان کے دوبارہ نازل ہونے کا عقیدہ غلط ہے۔
- 29- معراج ایک خواب تھا۔
- 30- امام مہدی اور دجال کا خروج بے بنیاد ہے۔

- 31- یا جوج ماجوج اور دجال سے مراد معربی اقوام ہیں۔
 32- جانداروں کی تصویر بنانا بالکل جائز ہے۔
 33- اسلام میں جہاد اور قتال کا کوئی شرعی حکم نہیں۔
 34- کفار کے خلاف جہاد کرنے کا حکم اب باقی نہیں رہا اور مفتوح کا فروں سے جذبہ لینا جائز نہیں۔
 35- مطلقہ ثلاثہ کا کسی بھی مرد سے صرف نکاح کر لینا اور اس سے ہم بستری کے بغیر طلاق لے کر دوبارہ زوج اول سے نکاح جائز ہے۔
 36- سیدنا معاذ بن مالک ایک غنڈہ اور اوباش تھے۔
 37- غامدیہ (صحابیہ) پیشہ ور زانیہ تھیں۔⁽⁶⁾

کتاب و سنت:

حافظ محمد زبیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء اور رسول بھیجے۔ اور ان انبیاء اور رسولوں کو وحی لفظاً (وحی متلو) اور وحی معناً (وحی غیر متلو) کے طریقے پر رہنمائی بھیجتے وحی متلو سے مراد قرآن اور وحی غیر متلو سے مراد سنت ہے۔⁷ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ الشوریٰ آیت میں ارشاد فرمایا۔
 "وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكْلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَائِ جَبَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بَأْذَنِهِ مَا يَشَاءُ- إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ"⁽⁸⁾

"اور کسی بشر کے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اللہ سے کلام کرے سوائے کسی اشارے (الہام، خواب اور القاء) کے یا پردے کے پیچھے سے یا اللہ تعالیٰ کوئی فرشتہ بھیجے جو اللہ کے حکم سے اس بندے پر جو وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بلند حکمت والا ہے۔"

جاوید احمد غامدی قرآن و سنت میں فرق کے ساتھ ساتھ حدیث و سنت میں بھی فرق کرتے ہیں۔ سنت کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔ اپنی کتاب میزان صفحہ 14 پر کہ: "سنت سے ہماری مراد دین ابراہیمی کی وہ روایت ہے جسے نبی ﷺ نے اس کی تجدید و اصلاح کے بعد اور اس میں بعض اضافوں کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں دین کی حیثیت سے جاری فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں اس کا حکم آپ ﷺ کے لیے اس طرح بیان ہوا ہے⁹
 "ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا- مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ"⁽¹⁰⁾

"پھر ہم نے تمہیں وحی کی کہ ملت ابراہیم کی پیروی کرو۔ جو بالکل یک سوتھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا"

اس ذریعے سے جو دین ہمیں ملا ہے وہ یہ ہے (1) اللہ کا نام لیکر اور دائیں ہاتھ سے کھانا پینا (2) ملاقات کے وقت سلام اور اس کا جواب۔ (3) چھینک آنے پر الحمد للہ اور اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا (4) نومولود کے دائیں کان میں آذان اور بائیں میں اقامت (5) مونچھیں پست رکھنا (6) زیر ناف کے بال مونٹوانا (7) بغل کے بال صاف کرنا (8) لڑکوں کا ختنہ کرنا (9) بڑھے ہوئے ناخن کاٹنا (10) ناک منہ اور دانتوں کی صفائی (11) استنجا (12) حیض و نفاس میں دن و شوکے تعلق سے اجتناب (13) حیض و نفاس کے بعد غسل (14) غسل جنابت (15) میت کا غسل (16) تجہیز و تکفین (17) تدفین (18) عید الفطر (19) عید الاضحی (20) اللہ کا نام لے کر جانور کا تذکیہ (21) نکاح و طلاق اور ان کے متعلقات (22) ذکوۃ اور اس کے

متعلقات (23) نماز اور اس کے متعلقات (24) روزہ اور صدقہ فطر (25) اعتکاف (26) قربانی (27) حج و عمرہ اور ان کے متعلقات۔

سنت یہی ہے اور اس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے اس میں اور قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح صحابہ کے اجماع اور قوی تواتر سے ملا ہے یہ اسی طرح ان کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے۔ اور قرآن ہی کی طرح ہر دور میں اور امت کے اجماع سے ثابت قرار پائی ہے۔ لہذا اس کے بارے میں یہ بالکل قطعی ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے اس میں اور قرآن مجید میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ جس طرح صحابہ کے اجماع اور قوی تواتر سے ملا ہے یہ اسی طرح ان کے اجماع اور عملی تواتر سے ملی ہے۔ اور قرآن ہی کی طرح ہر دور میں امت کے اجماع سے ثابت قرار پائی ہے۔ لہذا اس کے بارے میں اب کسی بحث و نزاع کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دین لاریب انہی دو صورتوں میں ہے (یعنی قرآن اور سنت) ان کے علاوہ کوئی چیز نہ دین ہے اور نہ اسے دین قرار دیا جاسکتا ہے"

یہ تصور سنت غامدی کا ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جمیع اہل سنت کے مطابق حضور ﷺ کے اعمال، اقوال اور تقریرات سنت ہیں۔ جبکہ غامدی کے نظریہ کے مطابق رسول کریم ﷺ کے جمیع اقوال اور تقریرات سنت نہیں ہیں۔ ان کے مطابق جس کا تعلق عمل سے ہو وہ سنت ہے۔ اور ان کا تعلق تمام تر عملی زندگی سے ہے غامدی کے مطابق سنت وہ اعمال ہیں جو عملی تواتر سے امت میں آ رہے ہو اور امت میں ان اعمال کے بارے میں کوئی بھی اختلاف نہ ہو۔ غامدی صاحب سے گزارش ہے کہ یہ جو سنت کہہ رہے ہیں صحابہ اور امت کی اجماع سے اس کو ثابت کر دیں۔ غامدی اپنے اس دعویٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام تک تواتر عملی سے ثابت تو کریں۔ کیونکہ غامدی ہی کہتے ہیں کہ سنت خبر سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ سنت تواتر عملی سے ثابت ہوتی ہے۔ تاریخ کو دیکھے تو تاریخ یہی کہتی ہے کہ غامدی کو سنت کی تعریف میں سنت ابراہیم علیہ السلام کی بجائے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کرنی چاہئے مثال کے طور پر قربانی اور تدفین کو لے لیں تو قرآن میں اس کا حکم کچھ یوں ہوا ہے کہ جب قرآن حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ بیان کرتا ہے کہ

"إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرَ" (12)

"جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں کی گئی۔"

تدفین کے حوالے سے قرآن مجید میں ذکر آتا ہے کہ جب پہلے انسان کا قتل ہوا تو اس سے ہی تدفین کی ابتداء ہوئی۔¹³

"فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُؤَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَى أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارَى سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ" (14)

"پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اسے بتائے کہ کیسے وہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے اس نے کہا افسوس مجھ پر کہ میں اس کو

جیسا بھی نہ ہوسکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپانا تو وہ ہو گیا ندامت کرنے والوں میں سے۔"

ان آیات سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ تدفین اور قربانی سنت آدم ہیں سنت ابراہیمی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ہم سنت ابراہیمی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حیض ونفاس میں زن وشو کے تعلق سے اجتناب، حیض ونفاس کے بعد غسل، غسل جنابت اور اللہ کا نام لیکر جانوروں کا تذکیہ کرنے کو مانے تو کیا ابراہیم علیہ السلام سے پہلے پہلے انبیاء میں اس کا تصور نہیں تھا۔ قرآن تو پچھلے انبیاء کی شریعتوں کے بارے میں یہی کہتا ہے کہ¹⁵

"قُلْ أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَ عِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ" (16)

"آپ کہہ دیں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جو شریعت ہم پر نازل کی گئی اس کو بھی مانتے ہیں اور جو حضرت ابراہیم، حضرت اسمعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، اولاد یعقوب پر نازل کی گئی اس کو بھی مانتے ہیں اور جو شریعت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو دی گئی اس کو بھی مانتے ہیں اور جو ان کے علاوہ دوسرے انبیاء کو دی گئی اس کی بھی مانتے ہیں۔"

غامدی کو چاہئے کہ جس نبی سے پہلی مرتبہ جس سنت کی ابتداء ہوئی ان سنن کو اس کی طرف منسوب کریں تو پھر دیکھے کہ جتنے سنن انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ منسوب کیے ہیں کتنی ایسی سنن ہیں جو ان کی تعریف پر صحیح اترتے ہیں۔⁽¹⁷⁾

پرویز مشرف کے دور حکومت میں جاوید احمد غامدی کو بڑی پزیرائی ملی اور اسلامی نظریاتی کونسل تک پہنچ گئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت ایک منافع بخش نوکری ہے، مگر ایسی بھی نہیں کہ اس کے لئے علامہ جاوید احمد غامدی قرآن حکیم اور اسلام کی تعلیم کو فرقہ واریت، مذہبی انتہا پسندی اور ملائیت سے تعبیر کرنے لگیں۔ علامہ جاوید احمد غامدی کو اپنی لسانی اور علمی صلاحیتوں کو محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہر روز ٹی وی مباحثوں میں نئی نئی اختراعات کرنے اور حاکموں کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس دین اور علم کی جڑیں نہیں کاٹنی چاہئے جس کی وجہ سے ان کو یہ شہرت حاصل ہے۔ ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ علما حق کبھی حکومتوں کی حمایت میں اس قدر سرگرم اور پر جوش نہیں ہوا کرتے۔ خواتین کی جہرٹ میں بیٹھ کر ٹی وی چینلز کی چکا چوند روشنیوں میں اسلام کی یہ بخیہ گری کم از کم علامہ جاوید احمد غامدی کو زیب نہیں دیتی۔ جب پرویز مشرف کی حکومت ختم ہوگئی جاوید احمد غامدی نے ملائیشیا کا رخ کیا اور وہاں سکونت اختیار کی۔¹⁸

نبی کریم ﷺ کی مستند احادیث کی بنا پر علمائے امت کا مرتد کی سزا قتل ہونے پر اجماع ہے، کتب احادیث اور معتبر کتب تاریخ سے ثابت ہے کہ چاروں خلفائے راشدین نے اپنے اپنے دور خلافت میں مرتدین کو ہمیشہ قتل کی سزا دی، ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مرتدوں کیخلاف جہاد مشہور ہے۔

غامدی صاحب کا موقف ان سب سے بالکل الٹ ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں :

"ارتداد کی سزا کا یہ مسئلہ محض ایک حدیث کا مدعا نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ابن عباس کی روایت ہے۔ یہ حدیث بخاری میں اس طرح نقل ہوئی ہے من بدل دینہ فاقتلوه جو مسلمان اپنا دین بدل لے تو اسے قتل کر دو،" ہمارے فقہا اسے

بالعموم ایک حکم قرار دیتے ہیں جس کا اطلاق ان کے نزدیک ان سب لوگوں پر ہوتا ہے جو زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک اس زمین پر کہیں بھی اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کریں گے۔ ان کی رائے کے مطابق ہر وہ مسلمان جو اپنی آزادانہ مرضی سے کفر اختیار کرے گا، اسے اس حدیث کی رو سے لازماً قتل کر دیا جائے گا۔ اس معاملے میں ان کے درمیان اگر کوئی اختلاف ہے تو بس یہ کہ قتل سے پہلے اسے توبہ کی مہلت دی جائے گی یا نہیں اور اگر دی جائے گی تو اس کی مدت کیا ہونی چاہئے لیکن فقہاء کی یہ رائے کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ کا یہ حکم تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی "مزید لکھتے ہیں کہ" ہمارے فقہاء کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا سمجھنے کے بجائے اسے عام ٹھہرا کر ہر مرتد کی سزا موت قرار دی اور اس طرح اسلام کے حدود و تعزیرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کر دیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے" ¹⁹

غامدی صاحب حدیث میں موجود حکم کو حضور کے دور کیساتھ خاص قرار دے رہے ہیں حالانکہ حدیث بالکل تخصیص نہیں کر رہی، حدیث میں لفظ "مَنْ (جو) استعمال ہوا ہے، غامدی صاحب کی لغت میں شاید یہ 'خاص' کے معنی میں اور صرف مشرکین کے لیے استعمال ہوتا ہو۔ لیکن ایک اور حدیث میں یہی لفظ آیا ہے "من غش فلیس منا" جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں" کیا یہاں بھی وعید دھوکہ دینے والے سے حضور کے دور کا خاص فرد مراد ہے؟ ²⁰

نظریہ جرم زنا:

²¹ غامدی صاحب ثبوتِ زنا کے لیے چار گواہ پیش کرنے کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اسی طرح زنا کے جرم میں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر حال میں چار گواہ ہی طلب کیے جائیں اور وہ اس بات کی شہادت دیں کہ انہوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین حالتِ مباشرت میں دیکھا ہے، قرآن و حدیث کی رو سے یہ شرط صرف اس صورت میں ضروری ہے جبکہ مقدمہ الزام ہی کی بنا پر قائم ہوا ہو اور الزام ان پاک دامن شرفاء پر لگایا جائے جن کی حیثیت عرفی بر لحاظ سے مسلم ہو اور جن کے بارے میں کوئی شخص اس بات کا تصور بھی نہ کر سکتا ہو کہ وہ کبھی اس جرم کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔" ²²

ناقیدین اور مؤیدین کا نظریہ:

غامدی صاحب نے جرم زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کے مہیا کرنے کو غیر ضروری قرار دیا ہے، گویا ان کے نزدیک جرم زنا بھی عام جرائم کی طرح ہے جس میں دو گواہ کافی ہیں، یہی غامدی کا ذہنی نظریہ ہے، لیکن قرآن پاک میں چار گواہوں کی تصریح موجود ہے، اس لیے غامدی صاحب اس سے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے عجیب منطق بنا کر کئی صورتیں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار گواہ اس وقت ضروری ہیں جبکہ مقدمہ الزام کی صورت میں ہو، یعنی جب الزام کی صورت نہ ہو تو پھر زنا کے جرم کے ثابت کرنے کے لیے دو گواہ کافی ہیں۔ نیز یہ الزام شرفاء اور پاکدامن لوگوں پر لگا ہو، اگر قحبہ خانہ کی فاحشہ عورت ہو یا پاک دامن لوگ نہ ہوں تو پھر بھی چار گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔

غامدی صاحب نے اپنی کتاب ”برہان“ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی سرفی آدمی سے زنا کی لغزش ہو جائے تو اسلام یہی چاہتا ہے کہ اس پر پردہ ڈالا جائے اور معاشرہ میں اس کو رسوا نہ کیا جائے۔ مطلب یہ ہوا کہ دو گواہوں کا قصہ بھی ختم ہو گیا۔ کئی فرضی صورتوں کے بعد غامدی صاحب ”برہان ص ۲۷“ میں بطور خلاصہ یوں لکھتے ہیں:²³

”ان دو مستثنیات کے سوا اسلامی شریعت ثبوتِ جرم کے لیے عدالت کو ہر گز کسی خاص طریقے کا پابند نہیں کرتی، لہذا حدود کے جرائم ہوں یا ان کے علاوہ کسی جرم کی شہادت ہو، ہمارے نزدیک یہ قاضی کی صواب دید پر ہے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتا ہے اور کس کی گواہی قبول نہیں کرتا ہے، اس میں عورت اور مرد کی تخصیص نہیں ہے۔“ اس عبارت کے بعد غامدی صاحب نے ”برہان“ میں وہی لمبی عبارت لکھ دی ہے جو اس سے پہلے منشور کی دفعہ ۵ کے ضمن میں ہم نے نقل کر دی ہے، یہاں ”برہان“ میں غامدی صاحب نے یہ نئے گل کھلانے کہ یہی معاملہ غیر مسلموں کی گواہی کا بھی ہے، یعنی معاملہ قاضی کی صواب دید پر ہے، حد زنا میں وہ چاہے مرد کی گواہی قبول کرے، چاہے عورت کی گواہی قبول کرے، چاہے کافر کی گواہی قبول کرے۔ جناب غامدی صاحب نے گواہوں کی صورتوں کو اتنا الجھادیا ہے کہ آدمی سمجھنے سے قاصر ہے، اس میں اتنے اگر چہ مگر چہ اور این چنیں ان چنن اور اتنے چوں وچرا سے کام لیا گیا ہے کہ دماغ گھوم جاتا ہے، اس کی مثال ایک منطقی کے قصہ کی طرح ہے، قصہ کچھ یوں ہے: ”ایک منطقی امام مسجد ایک گاؤں میں رہتا تھا، بے چارہ فقہ کے مسائل سے ناواقف تھا، گاؤں میں ایک کنواں تھا، اس میں ایک دفعہ ایک چوہا گر کر مر گیا، گاؤں کے لوگوں نے ان سے مسئلہ پوچھا کہ مولوی صاحب! بتائیے کہ کنویں میں چوہا گرا ہے، کنویں سے کتنے ڈول پانی نکالیں؟ بے چارے نے فقہ پڑھی نہیں تھی، منطق کا ماہر تھا، تو کہنے لگا چوہے کے گرنے کی کئی صورتیں ہیں: یہ چوہا چل کر کنویں میں گرا ہوگا یا دوڑتا ہوا گرا ہوگا۔ پھر یا تو خود دوڑ کر آیا ہوگا، یا کسی نے بھگایا ہوگا۔ پھر یا تو ڈر کی حالت میں گرا ہوگا یا اطمینان سے گرا ہوگا۔ پھر گرنے کے وقت اس نے چھلانگ لگائی ہوگی یا بغیر چھلانگ کے گرا ہوگا۔ تم لوگ بتائو کہ گرنے کی کونسی صورت تھی؟ کیونکہ ہر صورت کے لیے الگ الگ مسئلہ ہے اور الگ الگ ڈول ہیں اور الگ الگ تعداد ہے۔ لوگوں نے کہا: ہم تو ان صورتوں کو نہیں جانتے کہ چوہا کس صورت میں گرا تھا۔ منطقی نے کہا: پھر جاؤ، میں بھی نہیں جانتا کہ کس صورت پر فتویٰ دوں، پہلے صورت متعین کرو، پھر فتویٰ لے لو۔“ غامدی صاحب نے شریعت مقدسہ کے اجماعی مسائل میں اسی منطقی امام کی طرح صورتیں بنا بنا کر تشکیک پیدا کر دی اور پھر اپنے غلط راستے کی طرف راہ فرار اختیار کی، چنانچہ ہر جگہ وہ شفیق بنا بنا کر مخاطب کو الجھن میں ڈال دیتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ شریعت ہے جو منقول راستے سے آئی ہے، اس میں غامدی صاحب کی عقلیت اور عقلی گھوڑے دوڑانے کی گنجائش نہیں ہے۔ غلط راستے پر چل پڑنے اور گمراہ ہوجانے اور صحیح راستے پر قائم رہنے کی بنیادی وجہ اور فرق یہ ہے کہ مثلاً: ایک صحیح عالم اور فقیہ جب احادیث اور روایات میں تضاد یا تعارض دیکھتا ہے تو وہ صحیح محمل پر اس کو حمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی ترجیح دیتا ہے، کبھی توجیہ کرتا ہے، لیکن تمام روایات کا احترام رکھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کلام

ہے، انکار نہ ہو جائے۔ یہ سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے اور ہدایت پر استقامت کا بہترین راستہ ہے۔ فقہاء کرام کا اختلاف اور مذاہب اربعہ کا وجود اسی وجہ سے ہے۔ اس کے برعکس مثال کے طور پر ایک آزاد مشن محقق اسکالر، دانشور، پروفیسر اور مجدد پسند شخص کے سامنے جب اختلافات پر مبنی روایات آتی ہیں تو وہ فوراً فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کا کلام نہیں ہو سکتا، کیونکہ نبی ﷺ کے کلام میں تو تعارض نہیں ہو سکتا، لہذا وہ ان روایات کو غلط کہہ کر راویان حدیث پر پورا نزلہ گرا دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ یہ ان غلط لوگوں کی غلط روایات ہیں، لہذا اس سے ماخوذ مسئلہ بھی غلط ہے۔ اس طرح وہ شخص سمجھتا ہے کہ میں نے تحقیق کر کے حدیث و سنت کی خدمت کی، لیکن حقیقت میں وہ گمراہی کے گہرے کھڑے میں جاگرتا ہے۔ غامدی صاحب اور ان کے استاد امین اصلاحی صاحب اور حمید الدین فراہی صاحب اور غامدی صاحب کے شاگردوں کے ساتھ یہی کچھ ہوا ہے، پھر بدقسمتی سے یہ پروفیسر قسم کے لوگ غضب کے اصحاب قلم ہوتے ہیں، ان کے دل و دماغ میں دنگل مشتی اور میدان کی کشتی کا طبعی شوق ہوتا ہے، یہ ذہنی طور پر متکبر بھی ہوتے ہیں اور خود پنداری میں یہ دوسروں کو حقیر بھی سمجھتے ہیں، لہذا یہ پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں، پھر اجماع امت کا انکار کر جاتے ہیں، شریعت کے مسلمات کو ٹھکراتے ہیں، فقہاء اور مجتہدین کو غلطی پر تصور کرتے ہیں، مفسرین اور مدارس کے علماء کو نابالذ اور نا آشنائے علم گردانتے ہیں۔ آج کل یہی معاملہ غامدی صاحب کے ساتھ ہو گیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس اللہ کے بندے نے شریعت کے تمام احکام کو اپنی عقل نارسا پر تولنے کی کتنی بڑی کوشش کی، پھر اتنی غلطیاں کیں جن کا گننا دشوار ہے، تو کس کس بات کا جواب علماء دیں گے؟

اب جرم زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں پر امت کا اجماع ہے اور غامدی صاحب اس میں شک ڈالنے کی کوشش میں زور قلم لگا کر صفحات کے صفحات سیاہ کیے جا رہے ہیں۔ غامدی صاحب مسلسل یہی راگ آلاتے ہیں کہ اسلوب قرآن کا یہ تقاضا ہے، طرز کلام کا یہ تقاضا ہے، فلاں شاعر کا یہ شعر ہے، فلاں ادیب کا یہ ادب ہے اور عقل سلیم کا یہ فیصلہ ہے اور فطرت انسانی کا یہ تقاضا ہے، حمید الدین فراہی نے یہ کہا ہے اور امام امین احسن اصلاحی نے یہ مطلب بیان کیا ہے، رجم اور سنگساری کی سزا کے ساتھ ہمارے فقہاء نے یہ طرفہ معاملہ کیا ہے۔²⁴

جاوید احمد غامدی آگے لکھتے ہیں کہ

” برسوں کے مطالعہ اور فکر و تدبیر کے بعد ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اپنے موقف کی تائید میں انہوں نے (یعنی فقہاء نے) جتنے دلائل پیش کیے ہیں وہ سب منطقی مغالطوں پر مبنی اور بے حد کمزور ہیں، اسے پیش کرنے والے سلف و خلف کے اکابر ہی کیوں نہ ہوں طالب حق کو پوری قوت کے ساتھ اسے رد کر دینا چاہیے، ہماری رائے میں بہتر یہی ہے کہ ان فقہاء کے بعض دوسرے ارشادات پر تنقید سے پہلے اس اصول کی غلطی واضح کر دی جائے، کیونکہ اصل کی تردید کے بعد فروع خود بخود بے معنی ہو جائیں گی۔“²⁵

سنگساری اور رجم کی سزا سے انکار سے متعلق غامدی صاحب لکھتے ہیں:

آجاتا ہے، اولاً تو یہ شرط لگائی کہ مرد ہی گواہ ہوں، عورتوں کی گواہی کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ ثانیاً چار مردوں کا ہونا ضروری قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ شرط بہت سخت ہے، جس کا وجود میں آنا شاذ و نادر ہی ہوسکتا ہے، یہ سختی اس لیے اختیار کی گئی کہ عورت کا شوہر یا اس کی والدہ یا بیوی، بہن ذاتی پر خاش کی وجہ سے خواہ مخواہ الزام نہ لگائیں، یا دوسرے بدخواہ لوگ دشمنی کی وجہ سے الزام اور تہمت لگانے کی جرأت نہ کرسکیں، کیونکہ اگر چار افراد سے کم لوگ زنا کی گواہی دیں تو ان کی گواہی نا معتبر ہے، ایسی صورت میں مدعی اور گواہ سب جھوٹے قرار دیئے جاتے ہیں، اور ایک مسلمان پر الزام لگانے کی وجہ سے ان پر ”حد قذف“ جاری کردی جاتی ہے۔“³⁰

جرم زنا کے ثبوت کے لیے قرآن مجید میں چار گواہوں کا حکم سورہ نور کی آیت: ۱۳ میں بھی دیا گیا ہے، آیت اس طرح ہے :

”لَوْ لَا جَائُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَائٍ فَإِنَّهُمْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ فَلَوْلِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمْ الْكَافِرُونَ“³¹

”کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار گواہ، پھر جب نہ لائے گواہ تو وہی لوگ اللہ کے ہاں جھوٹے ہیں۔“

علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

”یعنی اللہ کے حکم اور اس کی شریعت کے موافق وہ لوگ جھوٹے قرار دیئے گئے ہیں جو کسی پر بدکاری کی تہمت لگا کر چار گواہ پیش نہ کرسکیں اور بدون کافی ثبوت ایسی سنگین بات زبان سے بکتے پھریں۔“³²

اس آیت کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ تفسیر مظہری میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

” علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ زنا کے ثبوت کے لیے چار مردوں کی شہادت ضروری ہے، عورتوں کی شہادت سے ثبوتِ زنا نہیں ہوتا اور چار مردوں سے کم کی شہادت بھی کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”فَأَسْتَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ“ ”عورتوں کے زنا پر اپنے میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) چار مردوں کی شہادت لو۔“ دوسری آیت میں ہے: ”لَوْ لَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ“ ”انہوں نے اس بات پر چار مرد گواہ کیوں پیش نہیں کیے۔“³³

قرآن مجید میں سورہ نساء کی آیت: ۱۵، سورہ نور کی آیت: ۴، ۶، ۸ اور ۱۳ میں صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جرم زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کے پیش کرنے کا حکم دیا ہے اور غامدی صاحب کہتے ہیں کہ زنا کے جرم میں یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر حال میں چار گواہ ہی طلب کیے جائیں، بہر حال ان پانچ آیتوں کی تفسیر میں مفسرین نے چار ہی گواہوں کی صراحت اور تفصیل بیان کی ہے۔ تفسیر مظہری، تفسیر معارف القرآن اور تفسیر عثمانی کی تصریحات کا مطلب یہ ہے کہ سارے مفسرین نے اسی طرح تفسیر فرمائی ہے، فقہائے کرام میں بھی کسی کا اختلاف نہیں، بلکہ چار گواہوں کی پیشی پر سب کا اتفاق ہے، صرف جاوید احمد غامدی نے کسی دلیل کے بغیر خواہ مخواہ قرآن وحدیث اور مفسرین وفقہاء کے خلاف راستہ اختیار کیا ہے۔ غامدی صاحب نے ان آیات میں مقدمہ زنا کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے، ایک مقدمہ الزام اور دوسرا غیر الزام۔ میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ مفسرین میں سے کسی نے الزام اور غیر الزام کی بات نہیں کہی ہے، قرآن وحدیث میں بھی اس کی

طرف اشارہ نہیں ہے، پھر آپ کیونکہ مختلف صورتیں بنائے ہیں! اور اسلام کے اجماعی عقیدے کے خلاف اپنی کتاب ”برہان“ کے صفحہ: ۲۶ میں اس کے برعکس لکھتے ہیں، ”برہان“ کی عبارت بھی ایک ہی صفحہ میں آپس میں متضاد ہے، وہاں دیکھا جاسکتا ہے، اتنی محنت کر کے ایک غلط مقصد تک پہنچنے کی ضرورت کیا تھی، جمہور امت کے راستے پر چل پڑتے تو کیا آفت آتی؟ زنا پر احادیث سے چار گواہوں کا ثبوت ثبوتِ زنا کے لیے چار گواہوں کے مہیا کرنے کی واضح اور قطعی حدیث امام مسلم نے ”کتاب اللعان“ میں ذکر کی ہے۔³⁴

، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”وعن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال سعد بن عبادَةَ: لو وجدت مع أهلي رجلاً لم أمسه حتى أتى بأربعة شهداء؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم الخ -“

”حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: حضرت سعد بن عبادہ نے (آنحضرت ﷺ سے) کہا کہ: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے کسی شخص کو پالوں تو کیا میں اسے ہاتھ لگائے بغیر چار گواہوں کو ڈھونڈ کر لاؤں گا؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہاں! -“³⁵

زنا کے اقرار کی صورت میں آنحضرت ﷺ نے چار گواہوں کے قائم قام چار دفعہ اقرار کو لازم قرار دیا، چنانچہ حضرت معز وغیرہ سے چار دفعہ اقرار کے بعد فیصلہ فرمایا، مشکوٰۃ کی ”کتاب الحدود“ میں سات واقعات مذکور ہیں جن میں ثبوتِ جرمِ زنا کے لیے چار گواہوں کا ثبوت ملتا ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے اس پر رجم کا حکم نافذ کیا۔ غامدی صاحب بہت بڑا بدنصیب آدمی ہے جو رسول ﷺ کے فیصلوں کا انکار کرتا ہے اور احادیث کو رد کرتا ہے۔ دراصل قصہ یہ ہے کہ غامدی صاحب مطلق زنا کے بارے میں کوڑوں کی سزا پر زور دیتے ہیں اور رجم کا انکار کرتے ہیں، اس نے کئی کئی تحریفات کیں اور کئی احادیث کا انکار کیا اور اکابر امت کے رجم کے فیصلوں سے راہ فرار اختیار کیا ہے۔ بخاری و مسلم کی صحیح احادیث کو غلط اور کمزور قرار دیا اور کہا کہ اس کی بنیاد پر تو ایک مچھر کو بھی ذبح نہیں کیا جاسکتا، سنگساری تو بڑی چیز ہے، چونکہ سنگساری کی سزا کے لیے چار گواہوں کی گواہی ضروری ہے،

تو غامدی صاحب اسلام سے چار گواہوں کی گواہی کو غائب کرنا چاہتا ہے، تاکہ نہ چار گواہ ہوں اور نہ رجم کی سزا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ غامدی صاحب اسلام میں قتل اور فساد فی الارض کے سوا کسی چیز میں موت کی سزا کے قائل نہیں ہیں، اس لیے اس نے چار گواہوں کا انکار کیا، تاکہ اس کی وجہ سے رجم اور قتل کا ثبوت نہ ہو جائے اور ان کے مقرر کردہ مذکورہ مُدعا کے علاوہ کہیں سے موت کی سزائیت نہ ہو جائے، ان سے اگر پوچھا جائے کہ مرتکب زنا کی یہ قسمیں آپ نے کہاں سے نکالی ہیں کہ الزام شرفاء پر لگا ہو اور جن کی حیثیت عرفی ہر لحاظ سے مسلم ہو اور مقدمہ الزام کا ہو۔ خدا کا خوف کرو، امت کی شاہراہ اعظم کو چھوڑ کر بھٹکے ہوئے پھرنے سے یہ بہتر ہے کہ ان کے ساتھ رہو یا خاموش رہو۔ موشگافیوں میں پڑ کر کج بحثی میں خیر نہیں ہے۔³⁶

❖ غامدی صاحب اپنی کتاب میزان میں ایک اصول بیان کرتے ہیں جسکی وہ یہاں خلاف ورزی بھی کر گئے ہیں۔ فرماتے ہیں ”کسی حدیث کا مدعا متعین کرتے وقت اس باب کی تمام روایات پیش نظر رکھی جائیں، بارہا ایسا ہوتا ہے کہ آدمی حدیث کا ایک

مفہوم سمجھتا ہے لیکن اسی باب کی تمام روایتوں کا مطالعہ کیا جائے تو وہ مفہوم بالکل دوسری صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔³⁷

انکے اسی اصول کو دیکھتے ہوئے ہم انکے سامنے دوسری صحیح حدیث پیش کرتے ہیں -
" حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں ، ما سوا تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے۔"

یہ حدیث نا صرف انکے اس مرتد کی سزا بلکہ رجم کی سزا کے متعلق موقف کو بھی غلط ثابت کر رہی ہے۔ مذاہب اربعہ پر لکھی گئی مستند کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں لکھا ہے کہ: واتفق الاثمتہ الاربعہ رحمہم اللہ علی ان من ثبت ارتدادہ عن الاسلام والعیاذ باللہ وجب قتله وهدر دمہ "ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے اللہ اس سے بچائے۔ اس کا قتل واجب ہے اور اس کا خون رائیگاں ہے۔"³⁸
فقہ الاسلامی وادلتہ میں ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے احکام المرتد میں فقہا اربعہ کا فتویٰ دلیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

" اتفق العلماء علی وجوب قتل المرتد لقولہ علیہ السلام: من بدل دینہ فقتلوه وقولہ علیہ السلام: لا یحل دم امرئ مسلم الا یا حدی ثلاث: الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ واجمع اهل العلم علی وجوب قتل المرتد"³⁹

علماء نے مرتد کے قتل پر اتفاق کیا ہے اور دو حدیثوں کی وجہ سے مرتد کے قتل پر اہل علم نے اجماع کیا ہے قرآن کریم و حدیث طیبہ کی تصریحات کے بعد اور فقہا کے اجماع فتاویٰ کے بعد آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ جاوید احمد غامدی پر یہ فیصلے کیسے مخفی رہے ہیں بس یہ بات سمجھ آتی ہے کہ جاوید احمد غامدی نے گمراہی کا راستہ کسی غلط فہمی سے نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ اختیار کیا ہے۔⁴⁰

❖ غامدی صاحب، جمہور فقہا کے مسلک کے مطابق، اس کے قائل ہیں کہ مرنے والے کو ان وارثوں میں سے کسی کے حق میں وصیت کرنے کا حق نہیں جن کے حصے خود قرآن نے متعین کر دیے ہیں۔ اس ضمن میں وہ فقہا کے اس استدلال سے بھی اتفاق کرتے ہیں کہ والدین و اقربین کے لیے وصیت کرنے کی جو ہدایت سورہ بقرہ میں دی گئی تھی، سورہ نساء میں میراث کا قانون نازل ہو جانے کے بعد وہ منسوخ ہو چکی ہے اور میزان میں لکھتے ہیں۔

"اب کسی مرنے والے کو رشتہ داری کی بنیاد پر اللہ کے ٹھہرائے ہوئے وارثوں کے حق میں وصیت کا اختیار باقی نہیں رہا"

گویا وہ اصولیین کے اس گروہ کی تائید کرتے ہیں جس کے نزدیک ورثا کے لیے حق وصیت کا اصل ناسخ قانون میراث ہے، جب کہ 'لا وصیة لوارث' کی حدیث محض اس کا بیان ہے۔ البتہ غامدی صاحب کا موقف اس پہلو سے جمہور سے مختلف ہے کہ وہ وصیت کی اس ممانعت کو اس صورت میں قابل اطلاق نہیں سمجھتے جب رشتہ داری کے عمومی تعلق سے

ہٹ کر وارثوں کی کسی خاص ضرورت کے پیش نظر ان کی کسی خدمت کے صلے میں مرنے والا ان کو اپنے ترکے میں سے کچھ دینا چاہے۔⁴¹

References

- ¹۔ جاوید احمد غامدی، مقامات، 20-21
- Javed Ahmad Ghamdi, Muqamaat, P:20-21.
- ²۔ جاوید احمد غامدی، پس منظر اور پیش منظر، مولانا ابولبابہ شاہ منصور کی مجلہ صفر، جون 2015ء، شماره، 52، ج اول فتنہ غامدی، جامعہ حنفیہ دارالامین لاہور ص 125
- Javed Ahmad Ghamdi, Pas Manzar awr Paish-e-Manzar, Mulana Abu Lubaba Shah Mansori Majalla Safdar, June 2015, Edition:52, Vol:1, Fitna Ghamdi, Jaima Hanfia Dar-ul-Ameen, Lahore, P:125.
- ³۔ نفس مصدر، ص 127
- Ibid, P:127.
- ⁴۔ نفس مصدر، ص 129
- Ibid, P:129.
- ⁵۔ غامدی مذہب کیا ہے؟ پروفیسر مولانا محمد رفیق، مکتبہ قرانیات، لاہور، 2007ء۔
- Ghamdi Mazhab Kiya Hai? Professor Mulana Muhammad Rafeeq, Maktaba Quraniyaat, Lahore, 2007.
- ⁶۔ حافظ صلاح الدین یوسف، فتنہ غامدیت، دارابی الطیب النسرو التوزیع المکتبہ رحمانیہ، ط اول جولائی 2015ء، ص 17-22
- Hafiz Salahuddin Yousuf, Fitna Ghamidiat, Dar Abi Al-tayib Al-nosar wa Al-tozee Al-maktaba Rahmania, Ed:1, July 2015, P:17-22.
- ⁷۔ حافظ محمد زبیر/حافظ طاہر اسلام عسکری، فکری غامدی ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، لاہور، خدام القرآن ط اول، 2007ء، ص 33
- Hafiz Muhammad Zubair/ Hafiz Tahir Islam Askari, Fikr-I-Ghamdi ek Tehqeeqi wa Taziyati Mutala, Lahore, Khuddam Al-Qur'an, Ed:1, 2007, P:33.
- ⁸۔ الشوری: 51
- Al-Shura:51.
- ⁹۔ حافظ محمد زبیر/حافظ طاہر اسلام عسکری، فکری غامدی ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، ص 33
- Hafiz Muhammad Zubair/ Hafiz Tahir Islam Askari, Fikr-I-Ghamdi ek Tehqeeqi wa Taziyati Mutala, P:33.
- ¹⁰۔ النحل: 123
- Al-Nahal:123.
- ¹¹۔ حافظ محمد زبیر/حافظ طاہر اسلام عسکری، فکری غامدی ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، ص 33
- Hafiz Muhammad Zubair/ Hafiz Tahir Islam Askari, Fikr-I-Ghamdi ek Tehqeeqi wa Taziyati Mutala, P:33.
- ¹²۔ المائدہ: 27
- Al-Maida:27.
- ¹³۔ حافظ محمد زبیر/حافظ طاہر اسلام عسکری، فکری غامدی ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، ص 33

- Hafiz Muhammad Zubair/ Hafiz Tahir Islam Askari, Fikr-I-Ghamdi ek Tehqeeqi wa Tazziyati Mutala,P:33.
14- العمران: 83
- Al-Imran:83.
15- حافظ محمد زبیر/حافظ طاہر اسلام عسکری ، فکری غامدی ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، ص33
Hafiz Muhammad Zubair/ Hafiz Tahir Islam Askari, Fikr-I-Ghamdi ek Tehqeeqi wa Tazziyati Mutala,P:33.
16- ال عمران: 83
- 17- حافظ محمد زبیر/حافظ طاہر اسلام عسکری ، فکری غامدی ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ، ص33-44
Hafiz Muhammad Zubair/ Hafiz Tahir Islam Askari, Fikr-I-Ghamdi ek Tehqeeqi wa Tazziyati Mutala,P:33-44.
18- جاوید احمد غامدی کا منشور مولانا فضل محمد یوسف زئی مکتبہ ایمان و یقین بنوری ٹاؤن کراچی ص26
Mulana Fazal Muhammad Yousuf Zai, Javed Ahmad Ghamdi ka Manshoor, Maktaba Eman wa yaqeen benori Town Karachi,P:26.
19- برہان: صفحہ 138
- Burhan,P:138.
20- پروفیسر محمد رفیق چودھری، فتنہ غامدیت کا علمی محاسبہ ، ص52
Muhammad Rafeeq Chodhri (Prof), Fitna Ghamdiat ka Ilmi Muhasiba,P: 52.
22- منشور جاوید ، جعفر سبحانی ، اسلامی اکیڈمی لاہور، ج1 ، ص: ۱۸
Jafar Subhani, Manshoor-e-Ghamdi, Islami Academy Lahore, Vol:1,P:18.
23- مولانا فضل محمد یوسف زئی جاوید احمد غامدی سیاق و سباق کے آئینہ میں قسط15- ماہنامہ بینات جلد، 79، شمارہ 4، فروری 2016
Mulana Fazal Yousuf Zai, Javed Ahmad Ghamdi Seyaq wa Sabaq ky Aaieny main, Episode:15, Mahnama benaat, Vol:79, Ed:4, February 4th, 2016.
24- نفس مصدر۔
- Ibid.
25- جاوید احمد غامدی، برہان، ص37
Javed Ahmad Ghamdi, Burhan, P:37.
26- نفس مصدر، ص: 62، 63
Ibid, P:62,63.
27- نفس مصدر، ص: 37
Ibid,P:37.
28- جاوید احمد غامدی سیاق و سباق کے آئینہ میں۔ مولانا فضل محمد یوسف زئی۔ بینات جلد، 79، شمارہ 4۔
Mulana Fazal Yousuf Zai, Javed Ahmad Ghamdi Seyaq wa Sabaq ky Aaieny main, Mahnama benaat, Vol:79, Ed:4,
29- سورة النساء: 15
Surh Al-nisa:15.
30- مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، دارالاشاعت کراچی، ج5، ص266
Mufti Muhammad Shafi, Ma'arif-ul-Qur'an, Dar-ul-Ashaat Karachi, Vol:5,P:266.
31- سورة نور: 13
Surh Noor:13

- ³²- علامہ شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص: 468
Shabbir Ahmad Usmani, Tafseer Usmani, Maktaba Rahmania, Lahore, P:468.
- ³³- قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری، ج: ۸، ص: ۲۴۹-۲۵۰
Qazi Sanauallah, Tafseer Mazhari, Vol:8, P:249-250.
- ³⁴- مولانا فضل محمد یوسف زئی-جاوید احمد غامدی سیاق و سباق کے آئینہ میں قسط 15- ماہنامہ بینات جلد، 79، شمارہ 4،
Mulana Fazal Yousuf Zai, Javed Ahmad Ghamdi Seyaq wa Sabaq ky Aaieny main, Mahnama benaat, Vol:79, Ed:4,
- ³⁵- مشکوٰۃ المصابیح، محمد عبد اللہ خطیب تبریزی، ج 1، ص: ۲۸۶
Muhammad Abdullah Khatib Tibrayzi, Mishqat-ul-Masabeeh, Vol:1, P:286.
- ³⁶- مولانا فضل محمد یوسف زئی-جاوید احمد غامدی سیاق و سباق کے آئینہ میں قسط 15- ماہنامہ بینات جلد، 79، شمارہ 4،
Mulana Fazal Yousuf Zai, Javed Ahmad Ghamdi Seyaq wa Sabaq ky Aaieny main, Mahnama benaat, Vol:79, Ed:4,
- ³⁷- جاوید احمد غامدی، میزان، ص 73
Javed Ahmad Ghamdi, Meezan, P:73.
- ³⁸- الفقہ علی المذاهب الاربعہ- ج 5، ص 423
Al-Fiqh ala Al-mazahib Al-arba, Vol:5, P:423.
- ³⁹- ڈاکٹر و ہب الزحیلی- الفقہ الاسلامی والدلتہ- ج 6، ص 186
Dr. Wahab Al-Zuhaili, Al-fiqh Al-Islami wa Adillah, Vol:6, P:186.
- ⁴⁰- مولانا فضل محمد یوسف زئی- جاوید احمد غامدی سیاق و سباق کے آئینہ میں- ماہنامہ بینات جلد 79، شمارہ 3، جنوری 2016
Mulana Fazal Yousuf Zai, Javed Ahmad Ghamdi Seyaq wa Sabaq ky Aaieny main, Mahnama benaat, Vol:79, Ed:3, January 2016.
- ⁴¹- محمد رفیق چودھری (پروفیسر)، فتنہ غامدیت کا علمی محاسبہ، ص 43
Muhammad Rafeeq Chodhri (Prof), Fitna Ghamdiat ka Ilmi Muhasba, P: 43.